جنوبی افریقہ کی ایک خالص افریقی یونیورسٹی

مولیفی کیٹ اسانتے

[ایک ایسی خالص افریقی یونیورسٹی کا مقدمہ، جہاں انسانی علوم کو افریقی عوام کے نقطۂ نظر سے پیش کیا گیا ہے۔]

جنوبی افریقہ کو آجکل تعلیم کے شعبے میں ایک ایسی انوکھی صورتحال کا سامنا ہے جو آئندہ کسی بھی معاشرے میں پیش نہیں آسکتی۔ ان اداروں کو جو محض سادہ نسلی تقسیم کی بنیاد پر نہیں بلکہ سفید فام نسل کی برتری کے تصور پر قائم کے گئے تھے، اب ایک آزاد جمہوری جنوبی افریقہ میں ہم آہنگی کے ساتھ چلنے کی راہ تلاش کرنے کا چیلنج درپیش ہے۔

یہ بات خاص طور پر اس لیے اہم ہے کہ جنوبی افریقہ کے تعلیمی ذمہ داران حقائق کی بحث کے دوران میں تہذیب، تناظر، تصورِ دنیا اور تعبیر کے بنیادی سوالات اٹھاتے ہیں۔ چونکہ ان تمام نظریات کا پس منظر جاننا مختلف جہتیں رکھنے والی اس دنیا، خاص طور پر متنوع آبادی کے معاشرے میں مشکل ہے، ایک بات واضح ہوجانی چاہیے اور وہ یہ کہ تعلیم کا مقصد لوگوں کو ملازمتوں کی فراہمی کے لیے تیار کرنے سے زیادہ انہیں زندگی کے لیے مفید تر بنانے کی تیاری سے ہے۔ اگر ان کو یہ دوسرا موقع فراہم کیا جائے تو وہ اپنے لیے خود ملازمتیں پیدا کرلیں گے ـــ اور اپنی تہذیب، تناظر اور تصورِ دنیا کی مضبوط بنیادوں پر اپنا مقام اور راستہ ایک وسیع دنیا میں بھی پالیں گے۔

میں اس میں اس لیے دلچسپی لے رہا ہوں کہ یونیورسٹی کی سطح پر ایک شخص نہ صرف وہاں جاری

تربیت کو موجود پاتا ہے بلکہ اسے وہاں نت نیا علم اور نئے خیالات کے حصول، ان خیالات اور نظریات کے فروغ اور دنیا بھر کے خیالات اور مناظر کو اداراتی شکل دینے کے مواقع ملتے ہیں۔ ایک ایسے تعلیمی نظام کے مضمرات اور الجھاؤ بہت زیادہ ہیں جسکا علمی اور اقتصادی انحصار سفید فام بالادستی پر مبنی سیاسی ڈھانچے پر رہا ہو۔ پہلے مرحلے پر اس تعلیمی نظام کو تبدیل کرنے میں بڑی مزاحمت کا سامنا ہوگا اور خاص طور پر اس وقت یہ مشکلات اور بڑھ جائیں گی جب یہ ایسی تبدیلی ہوگی جو ایک آزاد یونیورسٹی قائم کرنے کا سبب بنے جو دنیا کے دوسرے حصوں سے نئے خیالات اور علوم اس میں منتقل کرے۔ ظاہر ہے کہ جنوبی افریقہ کی سفید فام اقلیت پر اعتماد تھی کہ وہ ایک ایسا تعلیمی نظام قائم کر سکتے ہیں جو انہیں ایک طرف انسانی علوم کے اعتبار سے تنہائی کا شکار کر دے وہیں یہاں کی اکثریتی سیاہ فام آبادی کو دوسری افریقی تہذیبوں، افریقی پھیلاؤ، افریقہ کے ماضی اور دنیا بھر کی انقلابی تحریکوں سے دور رکھنے کا موجب بھی ہو۔ اس طرح یونیورسٹی جو عام طور پر علمی اور فنی رابطے کا ادارہ ہوتا ہے، اسی سفید فام اقلیت کے استحقاق کا مرکز بن گئی جس نے بقیہ قوم پر پردہ ڈال دیا۔

ایک یونیورسٹی معاشرے کے بہترین نظریات اور مقاصد کے اظہار کا ذریعہ اور مختلف طریقوں سے قوم کی روایات کی نمائندگی کرتی ہے اور اس طرح وہ مختلف فنون میں مہارت اور اقدار، سوچنے کے طریقوں اور مستقبل کے لیے اچھی امیدوں کی منتقلی کے لیے بنیادی مرکز کا کردار ادا کرتی ہے۔ اس معاملے کی اصل حقیقت یہ ہے کہ جنوبی افریقہ کی سیاہ فام اکثریت کی ایک بڑی تعداد کی تعلیم خالص یورپی طرز کے نظام کے تحت ہوئی۔ خواہ وہ تعلیم سفید فام علاقے کے ادارے میں دی گئی یا سیاہ فام علاقے میں دی گئی۔ تعلیمی ادارے کے محل وقوع کا نتائج پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ چونکہ یونیورسٹی کو اختیار کا درجہ حاصل ہوتا ہے اور اس کو حقیقت کے روپ میں دیکھا جاتا ہے اس لیے وہاں جو بھی تعلیم دی جاتی ہے اس کو کسی سوال کے بغیر قبول کیا جاتا ہے۔

ان افریقی طلبہ کو بار بار فیل کیا گیا، معطل کیا گیا یا سفید انڈہ (white-balled) دیا گیا، جنہوں نے یونیورسٹی کے نصاب میں اپنے بارے میں اپنی روایات کے انکار پر بحث کی یا سوالات

اٹھائے۔ ہمارا مقصد ان افریقی لوگوں کو بدلنا ہے جو یورپی خیالات، رویے، آراء، ذوق اور خواہشات رکھتے ہیں اور جو ان تمام باتوں کا دفاع کرنے کو تیار ہیں جو مغربی ہیں خواہ وہ افریقی عوام کی مخالفت ہی میں ہوں۔ خالص یورپی یونیورسٹی کے نصاب کا ہر مضمون سفید فام بالادستی سے بھرا پڑا ہے۔ ایک طالب علم اس نصاب کی تکمیل اپنے نفسیاتی خوف کی وجہ سے کرتا ہے۔ جنوبی افریقہ کی متعدد بڑی یونیورسٹیوں کے تعارفی کتابچے اور فہرستیں دیکھنے اور جائزہ لینے کے بعد مجھے پتہ چلا کہ عالمی ادب کے نصاب میں افریقی ادب کے صرف چند بڑے ادیبوں کا ذکر ہے۔ کیوبا کے نکولس گیولن (Nicolas Guillen)، برازیل کے ابڈیاس دونیسی منٹو (Abdias do Nascimento)، امریکہ کے رچرڈ رائٹ (Richard Wright)، لینگسٹان ہگز (Langston Hughes)، جان اوکلنز (John O Killens)، چارلس فلر (Charles Fuller)، آگسٹ ولسن (August Wilson)، ٹونی موریسن (Toni Morrison)، ایلیس واکر (Alice Walker)، اور جیمس بالڈون (James Baldwin)، کولمبیا کے مینوئل زاپاتا اولیویلا (Manuel Zapata Olivella)، ایکواڈور کے ایسٹوپینان نیلسن (Estupinan Nelson)، سینیگال کے لیپولڈ سنگور (Leopold Senghor)، اور شیخ انتاڈیوپ (Cheikh Anta Diop)، نائیجیریا کے سینوا ایشیبے (Chinua Achebe)، وول سوینکا (Wole Soyinka)، اور مولارا اوگن ڈائپ لیزلے (Molara Ogundipe-leslie)، کیریبین کے ڈیرک والکوٹ (Derek Walcott) اور ولفریڈ کارٹے (Wilfred Cartey) کو ادبی نصاب کا نمایاں حصہ ہونا چاہیے اور ان کو جنوبی افریقہ کے صاحب طرز ادیبوں ویلے سیروٹ (Wally Serote)، ہیربرٹ ویلیکازی (Herbert Vili Kazi)، ایلیکس لاگوما (Alex La Guma)، لارنس ویمبے (Lawrence Vambe)، بیسی ہیڈ (Bessie Head)، میسیزی کونینے (Masizi Kunene)، مفاہلیلے (Mphahlele) اسٹین لیک سیم کینج (Stanclake Sam kange) اور متعدد دوسرے ادیبوں کے ساتھ پڑھایا جانا چاہیے۔

خالص یورپی تربیت کے جس بھی پہلو کی مہارت افریقی نوجوان حاصل کرتا ہے، اس کا فائدہ خالص یورپی سماجی، اقتصادی اور تہذیبی غلبے کو پہنچتا ہے۔ بشرطیکہ خالص افریقی پس منظر میں اس کو متوازن بنا دیا جائے چونکہ خالص یورپی تعلیم کے پاس یورپی تہذیب کی ترسیل یا منتقلی کا جواز موجود ہے۔ اس لیے اس کے تہذیبی غلبے پر اصرار کی وجہ سے وہ زیادہ تر افریقی تہذیبی اقدار کی نفی کرتی ہے۔ اس معاملے کی حقیقت یہ ہے کہ تہذیبی غلبے کا یہ نظریہ افریقی کمتری کے یقین پر مبنی ہے۔ میرا کہنا یہ ہے کہ اس کمتری کے تصور کو خواہ یہ جنوبی افریقی معاشرے میں کتنی جڑ پکڑ چکا ہو، ہر جگہ چیلنج کیا جانا چاہیے اور اس کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ ۲۱ ویں صدی میں اگر کچھ اور نہیں تو یورپ کے ۱۹ ویں اور ۲۰ ویں صدی کے مسلط کردہ غلبے پر ایک تنقیدی کام ہوگا۔

خالص افریقی یونیورسٹی

جنوبی افریقہ میں ضرورت ہے کہ خالص افریقی یونیورسٹیاں قائم کی جائیں، جہاں افریقی عوام کے نقطۂ نظر کے مطابق انسانی علوم کو پیش کیا جائے۔ علم حاصل کرنا ایک عالمگیر پیاس اور جستجو ہے جو ہمیشہ یا تو اپنی نظر کے لحاظ سے یا دوسرے کی سوچ کے مطابق حاصل کی جاتی ہے۔ ایسا افریقی عوام کے لیے کیوں ضروری ہے کہ وہ اپنے عوام کے خیالات اور آراء جاننے سے قبل یورپی خیالات اور آراء میں مہارت حاصل کریں؟ ہاں کیوں نہ ایسے متحرک تعلیمی مراکز ہوں جہاں معاشرے میں علم نفسیات، تاریخ، حساب اور قانونی فلسفہ کے امور کے ساتھ ساتھ افریقی عوام کے نقطہ نظر کے مطابق دوسرے فنون اور سائنسی علوم پر تفصیلی تحقیق کا کام کیا جائے؟

علم کے ایسے مراکز، جو قدیم نسل پرست یونیورسٹیوں کی جگہوں پر قائم کیے جائیں خواہ یہ سفید فام علاقوں میں ہوں یا سیاہ فام جگہوں پر، عالمگیر کائناتی علوم کے لیے کھول دیے جائیں اور وہ افریقہ کی تعریف و توصیف کے کارخانے بن کر نہ رہ جائیں جیسا کہ وہ آجکل ہیں یا جس طرح پہلے وہ یورپ کی عظمت بیان کرنے کے لیے تھے بلکہ ان کو ایسے مراکز بنایا جائے جو افریقہ کی علمی اور تہذیبی روایات سے قوت حاصل کریں۔ اسی طرح معاشرتی علوم اور فنون کے لیے مغربی ناموں کو بھی تنقید کا نشانہ

بنائیں اور تہذیب، تعلیم، جمہوریت اور آفاقیت کے لیے اصطلاحات کے کردار کے بارے میں سخت سوالات اٹھائیں۔ نئے جنوبی افریقہ کے دانشوروں کے کرنے کا اصل کام یہی ہے۔

اس وقت جنوبی افریقہ کی زیادہ تر یونیورسٹیوں میں وہی نظام موجود ہے جس کا مقصد عالمی غلبے کے خالص یورپی سسٹم کو برقرار رکھنا ہے۔ یہ اس حقیقت کے باوجود سچ ہے کہ افریقی ان تعلیمی اداروں کے ذمہ دار ہیں، بلکہ یہ امریکہ میں سیاہ فاموں کے متعدد ایسے کالجوں کی طرح ہیں، جہاں افریقی تہذیب میں مہارت سے زیادہ یورپی تہذیب میں مہارت کو سبقت حاصل ہے۔ امریکہ کی تاریخ کے بڑے تعلیمی ماہرین میں سے ایک کارٹر جی ووڈسن (Carter G Woodson) تھے جنہوں نے اپنی ۱۹۳۳ء کی کتاب ''نیگرو کی غلط تعلیم'' (Miseducation of Negro) میں لکھا کہ سیاہ فام علاقوں کے متعدد کالجوں میں افریقی آرٹ، موسیقی اور فلموں کے بجائے سفید فام موسیقی، سفید فام آرٹ، سفید فام فلسفے پڑھائے جاتے ہیں۔

چونکہ جنوبی افریقہ کی یونیورسٹیاں ممکن ہے تبدیل ہونے میں اس کے مقابلے میں اب اتنی سست رفتار نہ ہوں جب ووڈسن نے ان کالجوں پر سیاہ فام طلبہ کو پڑھانے کے لیے تعلیم کے سفید فام ماڈل کو اختیار کرنے کا الزام لگایا تھا، اس لیے ضروری ہے کہ ہر تعلیمی نظام سے ہوشیار اور محتاط رہیں جو اپنے گھر سے شروع نہ ہو۔ تمام مہذب معاشرے اپنے بچوں کو سب سے پہلے اپنی تہذیب کی تعلیم دیتے ہیں۔ جنوبی افریقہ کی یونیورسٹیوں کو ایسے نظام سے نکال باہر کرنا بہت بڑا کام ہوگا۔ کیونکہ جس طرح ان اداروں کو ترقی دی گئی ہے ان میں متعدد لوگوں کے اپنے مفادات وابستہ ہیں۔ عظیم ترین افریقی نژاد اسکالر ویب ڈو بیوس (Web Dubois)، جو ۲۰ویں صدی کے ممتاز ترین امریکی دانشور تھے، ایک ایسی یونیورسٹی دیکھنے کے متمنی تھے، جہاں افریقی عوام کے مکمل علوم اور تہذیبوں کا اظہار کیا جائے۔ ۱۹۶۳ء میں اپنے انتقال سے قبل گھانا کے صدر کوامے نکروما نے ایک افریقی یونیورسٹی کے امکان پر ان سے تبادلہ خیال کیا تھا جو افریقی عوام کی تہذیبوں اور روایات کی تعلیم کے لیے وقف ہو۔ ایسی یونیورسٹی اگر جنوبی افریقہ میں قائم کی جائے تو اس کو یورپی نہیں بلکہ افریقی ماڈل کے طرز پر آغاز کرنا ہوگا۔

اس کو یونان اور روم کے بجائے مصر اور نوبیا (Nubia) کو تعلیم کے مستند چشموں کے طور پر اختیار کرنا ہوگا۔ اس کو ان نظریاتی تخیلات کو تشکیل دینے کے لیے خود کو وقف کرنا ہوگا جو افریقی پس منظر میں ابھر کر عوام کی زندگیوں کو بہتر بنانے کے اصلی اور حقیقی طریقوں اور راستوں کی شکل اختیار کرتے ہیں۔ اس میں اس کا بڑا امکان پوشیدہ ہے کہ انسانی مطالعے کی سمت کا صحیح تعین کیا جائے۔

جنوبی افریقہ میں ایسا راستہ اب ممکن ہے لیکن اس کے لیے ایک بے خوف لیڈر یا قیادت کی ضرورت ہے جو اس موقع سے فائدہ اٹھائے اور ایک ایسا ڈھانچہ یا نظام تعلیم وضع کرے جو ملک میں اس تصور کو آگے بڑھانے کے لیے ضروری ہے۔

[مولیفی کیٹ اسانتے (Molifi Kete Asante) امریکہ کی ریاست فلاڈیلفیا کی ٹمپل یونیورسٹی میں افریقی۔امریکی اسٹڈیز کے پروفیسر ہیں۔ یہ مضمون ان کی ویب سائٹ www.asante.net سے لیا گیا ہے۔]

(ترجمہ: عارف الحق عارف)

Source: Third World Resurgence No. 266/267, October/November 2012, pp 54-55